کیا چار رکعت نفلوں میں پہلا قعدہ فرض ہے؟ نیز بھول جانے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

ریفرنس نمبر: har-74 تاریخ: 29-07-2021

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چار رکعات نفل میں قعدہ اولی فرض ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، تو اس کے لیے واپس آنا ضروری ہو گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دو رکعت نفل کے متعلق تو اتفاق ہے کہ اس میں دوسری رکعت پر قعدہ فرض ہے، اگر قعدہ کیے بغیر بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے، تو سجدہ سے پہلے پہلے واپس لوٹنا لازم ہے، ورنہ نفل باطل ہو جائیں گے۔

بدائع الصنائع میں ہے: "ولو کان نوی أن یتطوع برکعتین فقام من الثانیۃ إلی الثالثۃ قبل أن یقعد فیعود ھھنا بلا خلاف بین مشایخنا لأن کل شفع بمنزلۃ صلاۃ الفجر" اور اگر وہ دو رکعت کی نیت کر چکا تھا، پھر قعدہ کرنے سے پہلے دوسری سے تیسری رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا، تو یہاں وہ ہمارے مشائخ کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے لوٹے گا، کیونکہ ہر شفع فجر کی نماز کے درجہ میں ہے۔ **(بدائع الصنائع، ج2، ص300، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)**

عالمگیری میں چار رکعات نفل کے متعلق اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ھذا اذا نوی اربعاً فان لم ینوار بعاً و قام الی الثالثۃ یعود اجماعاً" یعنی یہ جب ہے کہ جب چار رکعت کی نیت کی ہو، پس اگر چار رکعت کی نیت نہیں کی اور تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا، تو بالاجماع لوٹے گا۔ **(عالمگیری، ج1، ص113، مطبوعہ کوئٹہ)**

بہار شریعت میں ہے: "اور اگر دو رکعت (نفل) کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا، تو عود کرے، ورنہ فاسد ہو جائے گی۔ **(بہار شریعت، ج1، ص667، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

چار رکعات نفل میں قعدہ اولی فرض ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرض ہے، لہذا چار رکعات نفل میں قعدہ اولی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا، تو جب تک اگلی رکعت کا سجدہ نہ کر لے واپس لوٹ آئے، ورنہ نوافل فاسد ہو جائیں گے۔ جبکہ شیخین یعنی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے نزدیک چار رکعت والی صورت میں قعدہ اولی کی فرضیت ساقط ہو جائے گی اور یہ واجب میں تبدیل ہو جائے گا، کیونکہ اس کی فرضیت کا حکم ذاتی نہیں، بلکہ غیر کی وجہ سے تھا کہ اس میں سلام پھیرا جاتا تھا اور نماز سے باہر ہونا تھا، جب دو رکعات پر سلام نہیں پھیرنا، بلکہ مزید دو رکعات پڑھنی ہیں، تو فرضیت والی وجہ ختم ہو گئی اور یہ واجب میں تبدیل ہو گیا، لہذا اگر قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، تو اب واپس نہیں لوٹ سکتا، آخر میں سجدہ سہو کر لے، نماز کامل یعنی چار رکعات ادا ہو گی۔

امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول بھی اگرچہ قوی ہے کہ معراج، سراج، وغیرہ کئی کتب فقہ میں اسی کو جزم کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو اعتماد و اختیار کی دلیل ہے اور قیاس بھی اس کی موافقت میں ہے، مگر اصول ترجیح کے اعتبار سے شیخین کا قول راجح تر ہے، لہذا اسی پر فتوی دیا جائے گا، اسی کے مطابق حکم بیان ہو گا۔

شیخین کا قول راجح تر ہے۔ اولاً اس لیے کہ قول امام ہے۔ ثانیاً اس لیے کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ بھی ان کے ساتھ ہیں اور یہ خود مستقل ترجیح کی ایک وجہ ہے۔ ثالثاً اس لیے کہ یہ استحسان ہے۔ رابعاً اس لیے کہ اس قول کی ترجیح کے لیے "صحیح"، "اصح"، "اوجہ" صراحتاً کئی الفاظ ترجیح موجود ہیں، جبکہ دوسری طرف صرف ترجیح ضمنی موجود ہے اور ترجیح صریح، ضمنی ترجیح پر فائق ہوتی ہے۔ خامساً اس لیے کہ یہ ظاہر الراویہ ہے۔ سادساً اس لیے کہ بشمول سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اور کثیر مشائخ نے اسی قول کو اختیار کیا، اسی کی ترجیح بیان کی۔

غنیۃ المستملی میں ہے: "(وان شرع فی الاربع) من التطوع سنۃ کان او غیرھا (ولم یقعد فی آخر الرکعۃ الثانیۃ) ای ترک القعدۃ الاولی (فسدت) صلوتہ تلک (عند محمد و زفر) لترک فرض وھی القعدۃ الاولی فانھا فرض عندھما فی النفل بناء علی ان کل رکعتین منہ صلوۃ علی حدۃ کما تقدم (وقالا) ای: ابو حنیفۃ و ابو یوسف (لا تفسد) صلوتہ فی الصورۃ المذکورۃ لان القعدۃ علی راس الرکعتین من النفل لم تفرض لعینھا بل لغیرھا وھو الخروج علی تقدیر القطع علی راس الرکعتین فلما لم یقطع وجعلھما اربعا لم یات اوان الخروج فلم تفرض القعدۃ۔ ملخصاً" اگر نفل کی چار رکعت کو شروع کیا، چاہے وہ سنت ہو یا اس کے علاوہ دوسری نماز ہو اور دوسری رکعت کے آخر میں قعدہ نہیں کیا، یعنی قعدہ اولی ترک کر دیا، تو اس کی یہ نماز امام محمد اور امام زفر علیہما الرحمۃ کے نزدیک فاسد ہو جائے گی فرض کے ترک کرنے کی وجہ سے اور وہ قعدہ اولی ہے، پس قعدہ اولی امام محمد اور امام زفر علیہما الرحمۃ کے نزدیک نفل میں فرض ہے، اس بناء پر کہ نفل کی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز ہے، جیسا کہ گزر چکا اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے نزدیک مذکورہ صورت میں نماز فاسد نہیں ہو گی، کیونکہ نفل کی دوسری رکعت پر قعدہ کرنا فرض لعینہ نہیں ہے، بلکہ فرض لغیرہ ہے اور وہ دو رکعتوں پر نماز کو ختم کرنے کی صورت میں نکلنا ہے، تو جب اس کو ختم نہیں کیا اور ان دو کو چار رکعتیں بنا دیا، تو خروج کا وقت نہ آیا، لہذا قعدہ فرض بھی نہیں ہو گا۔

(غنیۃ المستملی، ص342، مطبوعہ کوئٹہ)

عالمگیری میں ہے: "رجل صلی اربع رکعات تطوعاً و لم یقعد علی راس الرکعتین عامداً لا تفسد صلاتہ استحساناً وھو قولھما و فی القیاس تفسد وھو قول محمد رحمہ اللہ۔ وذکر الامام الصفار فی نسختہ من الاصل انہ ان لم یقعد حتی قام الی الثالثۃ علی قیاس قول محمد رحمہ اللہ تعالی یعود و یقعد و عندھما لا یعود و یلزمہ سجود السھو کذا فی الخلاصۃ۔ ملخصا" کسی شخص نے چار رکعت نفل نماز پڑھی اور دوسری رکعت پر قصداً نہیں بیٹھا، تو استحساناً اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور یہی شیخین کا قول ہے اور قیاس یہ ہے کہ نماز فاسد ہو جائے گی اور یہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ امام صفار نے کتاب الاصل کے اپنے نسخہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے قعدہ اولی نہیں کیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، تو امام محمد

رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس کے مطابق وہ لوٹے گا اور قعدہ کرے گا اور شیخین کے نزدیک نہیں لوٹے گا اور اس کو سجدہ سہو لازم ہو گا، اسی طرح خلاصہ میں ہے۔ **(عالمگیری، ج1، ص113، مطبوعہ کوئٹہ)**

در مختار میں امام محمد علیہ الرحمۃ کے مذہب کو لیتے ہوئے حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اما النفل فیعود ما لم یقید بالسجدۃ" بہر حال نفل نماز تو قعدہ اولی کے لیے لوٹے گا، جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ کوئٹہ)

امام محمد علیہ الرحمۃ کے مذہب پر کئی کتب فقہ میں جزم کیا گیا۔ چنانچہ رد المحتار میں امام محمد علیہ الرحمۃ کے مذہب کے متعلق فرماتے ہیں: "جزم به في المعراج والسراج وعلله ابن وهبان بأن كل شفع منه صلاة على حدة ولا سيما على قول محمد بأن القعدة الأولى منه فرض فكانت كالأخيرة، وفيها يقعد وإن قام" معراج اور سراج میں اس پر جزم کیا ہے اور ابن وھبان نے اس کی تعلیل بیان کی ہے کہ نفل کا ہر شفع علیحدہ نماز ہے اور خاص طور پر امام محمد کے قول کے مطابق کہ نفل کا پہلا قعدہ فرض ہے، تو پہلا قعدہ، قعدہ اخیرہ کی طرح فرض ہے اور اس میں بھی بیٹھے گا، اگرچہ کھڑا ہو گیا ہو۔ **(ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ کوئٹہ)**

مذہبِ شیخین صحیح ہے۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے: "في التتارخانية عن العتابية قيل في التطوع يعود ما لم يقيد بالسجدة **والصحيح** أنه لا يعود اهـ وأقره في الإمداد لكن خالفه في متنه، تأمل" تتارخانیہ میں عتابیہ کے حوالے سے ہے: کہا گیا کہ نفل نماز میں پہلے قعدے میں لوٹے گا، جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو اور صحیح یہ ہے کہ وہ نہیں لوٹے گا اھ اور اس کو امداد میں ثابت رکھا ہے، لیکن اپنے متن میں اس کی مخالفت کی ہے، تو غور کر۔ **(ردالمحتار، ج2، ص661، مطبوعہ کوئٹہ)**

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "قال ح: ولا ينافيه عدم افتراض القعدة الاولى فيه الذي **هو الصحيح** لان الكل صلاة واحدة بالنسبة الى القعدة كما في البحر عند قول الكنز: فرضها التحريمة" یعنی علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور صحیح قول کے مطابق نفل نماز میں قعدہ اولی کا فرض نہ ہونا، اس کے منافی نہیں ہے، کیونکہ سب رکعتیں ایک نماز ہے، قعدہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے، جیسا کہ کنز کے قول "فرضها التحریمہ" کے تحت بحر میں مذکور ہے۔

(ردالمحتار، ج2، ص187، مطبوعہ کوئٹہ)

مذہبِ شیخین اصح ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار و در مختار میں واجبات نماز کے بیان میں ہے: "(القعود الاول) ولو فی نفل فی الاصح" اور قعدہ اولی (واجب ہے) اگرچہ نفل نماز کا ہو اصح قول کے مطابق۔

(تنویرالابصار و درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص195، مطبوعہ کوئٹہ)

مذہبِ شیخین استحسان ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: "(ولا قضاء لو) صلی اربعاً و(لم یقعد بینهما) استحساناً لانه بقیامه جعلها صلاة واحدة فتبقى واجبة والخاتمة هي الفريضة، ملخصا" استحساناً قضاء لازم نہیں، اگر چار رکعت پڑھی اور ان کے درمیان قعدہ نہ کیا، کیونکہ اس نے قیام کی وجہ سے اس کو ایک نماز بنا دیا ہے، تو قعدہ اولی واجب کے طور پر باقی رہا اور خاتمہ یعنی آخری قعدہ ہی فرض ہوا۔ **(تنویرالابصار و درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص583، مطبوعہ کوئٹہ)**

رد المحتار میں ہے:"قولہ:(استحساناً)والقیاس فساد الشفع الاول کما ھو قول محمد بناء علی ان کل شفع صلاۃ فتکون القعدۃ فیہ فرضاً" شارح کا قول:(استحسانا) اور قیاس پہلے شفع کا فاسد ہو جانا ہے، جیسا کہ وہ امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول ہے اس بناء پر کہ نفل نماز کا ہر شفع علیحدہ نماز ہے، تو اس میں قعدہ بھی فرض ہو گا۔ **(ردالمحتار،ج2،ص583،مطبوعہ کوئٹہ)**

مذہبِ شیخین اوجہ ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے:"اذا نوی ان یتطوع اربع رکعات وقام قال بعض مشایخنا: لا یعود استحسانا لانہ لما نوی الاربع التحق بالظھر وبعضھم قال: یعود لان کل شفع صلوۃ علی حدۃ **والاول اوجہ**، ملخصا" ترجمہ: جب کوئی شخص چار رکعات نفل کی نیت کرے اور (پہلا قعدہ کرنے کے بجائے) کھڑا ہو جائے، تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ استحساناً نہ لوٹے، کیونکہ جب اس نے چار کی نیت کر لی، تو نفل ظہر (یعنی فرض) سے مل گئے اور بعض نے فرمایا: لوٹے کیونکہ ہر شفع علیحدہ نماز ہے اور پہلا قول اوجہ ہے۔ **(بدائع الصنائع،ج2،ص300،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ،بیروت)**

اسی طرح حاشیۃ الرافعی میں ہے:"قال فی النھر: فی شرح التمرتاشی: لو نھض فی التطوع بالاربع الی الثالثۃ فاستتم قائماً قیل: لا یعود و قیل یعود، و ذکر الشھید عن محمد انہ یعود **والاوجہ** انہ لا یعود" ترجمہ: نہر الفائق میں فرمایا: شرح تمر تاشی میں ہے کہ: اگر چار رکعت والی نفل نماز میں تیسری کے لیے کھڑا ہونے لگا، پس سیدھا کھڑا ہو گیا، تو بعض نے کہا کہ وہ قعدہ کے لیے نہ لوٹے اور بعض نے کہا کہ لوٹ آئے، اور امام شہید نے امام محمد علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا ہے کہ وہ لوٹ آئے اور اوجہ یہ ہے کہ وہ نہ لوٹے۔ **(حاشیۃ الرافعی علی ردالمحتار،ج2،ص661،مطبوعہ کوئٹہ)**

شیخین کا مذہب ظاہر الروایہ ہے۔ چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں ہے:"(و یجب القعود الاول) ولا فرق فی ذلک بین الفرائض والواجبات والنوافل استحساناً عندھما وھو ظاھر الروایۃ والاصح" ترجمہ: اور پہلا قعدہ واجب ہے اور استحساناً شیخین کے نزدیک فرائض وواجبات ونوافل کے قعدہ اولی کے درمیان کوئی فرق نہیں اور یہی ظاہر الروایہ اور اصح قول ہے۔

(طحطاوی علی المراقی،ص250،مطبوعہ کوئٹہ)

جد الممتار میں سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے کئی مقامات پر اس مسئلہ کے متعلق کلام فرمایا اور مذہب شیخین کو ہی راجح و مفتی بہ قرار دیا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:"فالصحیح فی التراویح النیابۃ عن شفع واحد مطلقاً ولو صلی اربعاً ولم یقعد الا فی الآخر والصحیح فی غیرھا صحۃ الکل ان صلی اربعاً، وفساد الکل ان زاد، فاغتنم ھذا التحریر، واللہ ولی التوفیق" ترجمہ: پس تراویح میں صحیح یہ ہے کہ مطلقا ایک شفع سے نیابت درست ہے اور اگر چار رکعت پڑھیں اور قعدہ نہیں کیا، مگر آخری رکعت میں، تو تراویح کے علاوہ میں صحیح قول یہ ہے کہ پوری نماز درست ہو گی اگر چار رکعت پڑھی ہوں، اور پوری نماز فاسد ہو جائے گی اگر چار سے زیادہ رکعتیں پڑھی ہوں، پس اس تحریر کو غنیمت سمجھو۔ اور اللہ تعالی توفیق کا ولی ہے۔

(جدالممتار،ج3،ص468،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:"ان النیابۃ عن شفع واحد مختص بالتراویح و اما بقیۃ السنن والنوافل فان صلی اربعاً کسنن الظھر او صلاۃ الضحی ولم یقعد علی راس الثانیۃ صحت الکل علی المذھب الصحیح استحسانا،

وفی الھندیہ عن المحیط: (صلی الاربع قبل الظھر ولم یقعد علی راس الرکعتین جاز استحساناً) اھ" ترجمہ: بے شک ایک شفع کی نیابت تراویح کے ساتھ خاص ہے اور بہر حال بقیہ سنن اور نوافل تو اگر چار رکعت پڑھیں، جیسا کہ ظہر کی سنتیں یا چاشت کی نماز اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو مذہب صحیح پر استحسانا چاروں رکعتیں صحیح ہیں، اور ہندیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ (ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تو استحسانا جائز ہے۔ اھ

(جد الممتار، ج3، ص470، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قولِ امام ہونا یا استحسان ہونا بھی وجوہ ترجیح میں سے ہے۔ چنانچہ جد الممتار میں ایک مسئلہ کی وجوہ ترجیح بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "اقول: و یجب الافتاء بقول الامام، اما اولاً فلانہ قول الامام، و اما ثانیاً فلانہ استحسان "ترجمہ: میں کہتا ہوں: اور امام صاحب کے قول پر فتوی دینا واجب ہے، بہر حال پہلی وجہ کیونکہ وہ امام صاحب کا قول ہے، اور بہر حال دوسری وجہ کیونکہ وہ استحسان ہے۔ **(جد الممتار، ج3، ص472، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)**

امام اعظم علیہ الرحمۃ کے ساتھ صاحبین میں سے کسی ایک کا ہونا بھی وجوہ ترجیح میں سے ہے۔ چنانچہ شرح عقود رسم المفتی میں ہے: "اذا اتفق ابو حنیفۃ و صاحباہ علی جواب لم یجز العدول عنہ الا لضرورۃ و کذا اذا وافقہ احدھما "ترجمہ: جب امام اعظم اور آپ کے دونوں شاگرد کسی جواب پر متفق ہو جائیں، تو اس سے عدول کرنا، جائز نہیں ہے، مگر ضرورت کی وجہ سے اور اسی طرح جب ان میں سے کوئی ایک آپ کے موافق ہو (اس سے بھی عدول جائز نہیں)۔

(شرح عقود رسم المفتی، ص26، مطبوعہ کوئٹہ)

اکثر مشائخ کا کسی قول کو اختیار کرنا بھی وجوہ ترجیح میں سے ہے۔ چنانچہ شرح عقود رسم المفتی میں ہے: "فی شرح البیری علی الاشباہ ان المقرر عن المشایخ انہ متی اختلف فی المسئلۃ فالعبرۃ بما قالہ الاکثر انتھی وقدمنا نحوہ عن الحاوی القدسی "ترجمہ: شرح بیری علی الاشباہ میں ہے کہ مشائخ سے ثابت شدہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں اختلاف ہو، تو اعتبار اس کا ہے جس کو اکثر نے کہا ہو۔ عبارت ختم ہوئی اور ہم نے اس کی مثل حاوی قدسی سے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

(شرح عقود رسم المفتی، ص40، مطبوعہ کوئٹہ)

شرح عقود رسم المفتی میں ہے: " والتصحیح الصریح مقدم علی التصحیح الالتزامی "ترجمہ: اور تصحیح صریح تصحیح التزامی پر مقدم ہوتی ہے۔ **(شرح عقود رسم المفتی، ص36، مطبوعہ کوئٹہ)**

فائدہ: آخر میں بطور تتمہ کچھ مزید مسائل بیان کر دینا بھی مناسب ہے۔

(1) چار رکعت نفل کے متعلق جو تفصیل بیان ہوئی، سنتِ غیر موکدہ میں بھی یہی تفصیل ہو گی، کیونکہ سنتِ غیر موکدہ تمام احکام میں مثل نفل ہے، اور صحیح قول کے مطابق سنتِ موکدہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی قعدہ اولی بھول کر کھڑے ہو گئے، تو واپس لوٹنے کی اجازت نہیں ہوگی، بلکہ آخر میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز مکمل ہو جائے گی، الغرض مذہب صحیح کے مطابق چار رکعت فرض، واجب، سنت، نفل سب کا حکم یہی ہے کہ ان کا قعدہ اولی فرض نہیں ہے، بلکہ واجب ہے۔

DARUL IFTA AHLESUNNAT

(2) مذکور بالا تفصیل سے دو اور چار رکعات کا حکم معلوم ہو گیا۔ اگر چار سے زائد رکعات پڑھیں اور درمیان میں قعدہ نہ کیا، تو اصح قول کے مطابق عام نفل و سنت کا حکم یہ ہے کہ بالکل باطل ہو جائیں گے کہ چار رکعات میں قیاس یہ تھا کہ باطل ہو جائیں، لیکن وہاں استحسان بھی ہے، وہ یہ کہ اس کی مثل فرضوں میں چار رکعات موجود ہیں اور اس میں قعدہ اولی سہواً یا قصداً چھوڑنے سے فساد نہیں ہوتا، لہذا وہاں استحسان کو لے لیا گیا اور صحت کا حکم بیان ہوا، جبکہ ایک قعدہ کے ساتھ چار سے زائد رکعات میں کوئی استحسان موجود نہیں، کیونکہ چار سے زائد فرض نہیں ہوتے کہ اس پر قیاس کیا جا سکے، لہذا یہاں قیاس کے مطابق ہی حکم ہو گا اور وہ یہ کہ ایک قعدہ کے ساتھ چار سے زائد رکعات چاہے سہواً پڑھی جائیں یا قصداً بہر صورت تمام رکعات باطل ہو جائیں گی۔ البتہ یہ یاد رہے اس حکم سے تراویح مستثنیٰ ہے، یعنی تراویح باطل نہیں ہوں گی، بلکہ بغیر قعدہ جتنی رکعات پڑھیں، وہ صرف دو رکعات شمار ہوں گی، مثلاً کسی نے عام سنت یا نفل آٹھ رکعات پڑھیں اور صرف آخر میں قعدہ کیا، تو یہ آٹھوں رکعات باطل ہوں گی، اور اگر یہ معاملہ تراویح میں ہو، تو یہ آٹھ رکعات صرف دو رکعات شمار کی جائیں گی۔

عالمگیری میں سنتِ مؤکدہ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "والاربع قبل الظھر حکمھا حکم التطوع عند محمد رحمہ اللہ تعالی واما عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی ففیہ قیاس واستحسان، فی الاستحسان لا تفسد وھو الماخوذ کذا فی المضمرات" ترجمہ: اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز کا حکم نفل نماز کا سا ہے، امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک اور بہر حال امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اس میں قیاس اور استحسان ہے، استحسان میں نماز فاسد نہیں ہو گی اور یہی ماخوذ ہے، جیسا کہ مضمرات میں ہے۔ **(عالمگیری، ج1، ص113، مطبوعہ کوئٹہ)**

قعدہ اولی فرض، واجب، سنت، نفل سب میں واجب ہے۔ چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں ہے: "(ویجب القعود الاول) ولا فرق فی ذلک بین الفرائض والواجبات والنوافل استحساناً عندھما وھو ظاھر الروایۃ والاصح" ترجمہ: اور پہلا قعدہ واجب ہے اور استحساناً شیخین کے نزدیک فرائض و واجبات و نوافل کے قعدہ اولی کے درمیان کوئی فرق نہیں اور یہی ظاہر الروایہ اور اصح قول ہے۔ **(طحطاوی علی المراقی، ص250، مطبوعہ کوئٹہ)**

ردالمحتار میں چار رکعات سے زائد نفل ایک قعدہ کے ساتھ ادا کرنے کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کون النفل کل شفع منہ صلاۃ لیس علی إطلاقہ. بل من بعض الأوجہ کما مر بیانہ، وإلا لزم أن لا تصح رباعیۃ بترک القعدۃ الأولی منھا مع أن الاستحسان أنھا تصح اعتبارا لھا بالفرض خلافا لمحمد، نعم لو تطوع بست رکعات أو ثمان بقعدۃ واحدۃ فالأصح أنہ لا یجوز کما في الخلاصۃ لأنہ لیس في الفرائض ست یجوز أداؤھا بقعدۃ، فیعود الأمر فیہ إلی القیاس کما في البدائع" ترجمہ: نفل کا ہر شفع علیحدہ نماز ہے، یہ بات مطلق نہیں ہے، بلکہ بعض صورتوں کے اعتبار سے ہے، جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا، وگرنہ لازم آئے گا کہ چار رکعات (نفل یا سنت) اس کا قعدہ اولی چھوڑنے سے صحیح نہ ہو، حالانکہ استحسان یہ ہے کہ فرض پر قیاس کرتے ہوئے، وہ درست ہے برخلاف امام محمد علیہ الرحمۃ کے، ہاں اگر چھ رکعت یا آٹھ رکعت نفل ایک قعدہ کے ساتھ پڑھیں تو اصح یہ ہے کہ نفل درست نہ ہوں گے، جیسا کہ خلاصہ میں ہے، کیونکہ فرائض میں چھ رکعتیں ایسی نہیں ہوتیں جن کو ایک

قعدہ کے ساتھ ادا کرنا، جائز ہو، تو اس میں معاملہ قیاس کی طرف لوٹے گا، جیسا کہ بدائع میں ہے۔

(ردالمحتار، ج2، ص574، مطبوعہ کوئٹہ)

رد المحتار میں ایک دوسرے مقام پر چار رکعات سے زائد نفل کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" ولو تطوع بست رکعات بقعدة واحدة قیل یجوز والاصح لا، فان الاستحسان جواز الاربع بقعدة اعتباراً بالفرض، ولیس فی الفرض ست رکعات تودی بقعدة فیعود الامر الی اصل القیاس کمافی البدائع "ترجمہ: اور اگر ایک ہی قعدہ کے ساتھ چھ رکعات نفل پڑھیں، تو کہا گیا کہ جائز ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ نہیں، کیونکہ ایک قعدہ کے ساتھ چار کا جائز ہونا فرض پر قیاس کرنے کی وجہ سے ہے، اور فرض میں ایسی کوئی چھ رکعات نہیں ہیں، جو ایک قعدہ کے ساتھ ادا کی جاتی ہوں، لہذا معاملہ اصل قیاس کی طرف لوٹ جائے گا، جیسا کہ بدائع میں ہے۔

(ردالمحتار، ج2، ص579، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:" ان النیابة عن شفع واحد مختص بالتراویح و اما بقیة السنن والنوافل فان صلی اربعاً کسنن الظهر او صلاة الضحی ولم یقعد علی راس الثانیة صحت الکل علی المذهب الصحیح استحسانا، وفی الهندیه عن المحیط: (صلی الاربع قبل الظهر و لم یقعد علی راس الرکعتین جاز استحسانا) اه "ترجمہ: بے شک ایک شفع سے نیابت تراویح کے ساتھ خاص ہے اور بہر حال بقیہ سنن اور نوافل تو اگر چار رکعت پڑھیں جیسا کہ ظہر کی سنتیں یا چاشت کی نماز اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تو مذہب صحیح پر استحسانا چاروں رکعتیں صحیح ہو جائیں گی، اور ہندیہ میں محیط کے حوالے سے ہے کہ (ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا، تو استحسانا، جائز ہے)۔

(جدالممتار، ج3، ص470، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:" فالصحیح فی التراویح النیابة عن شفع واحد مطلقاً ولو صلی اربعاً ولم یقعد الا فی الآخر والصحیح فی غیرها صحة الکل ان صلی اربعاً ،**وفساد الکل ان زاد**،فاغتنم هذا التحریر ،والله ولی التوفیق "ترجمہ: پس تراویح میں صحیح یہ ہے کہ مطلقا ایک شفع سے نیابت درست ہے اگرچہ چار رکعت پڑھے اور صرف آخر میں قعدہ کرے اور تراویح کے علاوہ میں صحیح قول یہ ہے کہ پوری نماز درست ہو گی اگر چار رکعت پڑھیں، اور پوری نماز فاسد ہو جائے گی اگر چار سے زیادہ رکعتیں پڑھیں، تو اس تحریر کو غنیمت سمجھو۔ اور اللہ توفیق کا ولی ہے۔

(جدالممتار، ج3، ص468، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اشکال: اوپر عام سنن و نفل اور تراویح میں فرق کرتے ہوئے، ایک قعدہ کے ساتھ آٹھ رکعات تراویح کے متعلق یہ حکم بیان کیا گیا کہ دو شمار ہوں گی اور اس صورت میں عام سنن و نفل پوری باطل ہوں گی۔ ایک قعدہ کے ساتھ پڑھی گئی چار رکعت تراویح کا دو شمار ہونا، تو واضح ہے، مگر چار سے زائد جیسے آٹھ یا بیس رکعات میں بھی یہی حکم ہونا مزید تنقیح و تائید کا محتاج ہے، کیونکہ درمختار میں ایک قعدہ کے ساتھ پڑھی گئی بیس رکعت کے دو شمار ہونے اور اسے مفتی بہ قرار دینے پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف تصحیح کا دعوی کیا ہے یعنی ایک تصحیح اگرچہ دو شمار ہونا بھی ہے، لیکن دوسری تصحیح یہ بھی ہے کہ عام سنن و نوافل کی طرح مکمل باطل ہوں۔ چنانچہ

علامہ شامی علیہ الرحمۃ تفصیل بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:"فقد اختلف التصحیح فی الزائد علی الاربعۃ بتسلیمۃ وقعدۃ واحدۃ" **(ردالمحتار، ج2، ص599، مطبوعہ کوئٹہ)**

جواب: ایک قعدہ کے ساتھ چار سے زائد جیسے آٹھ یا بیس رکعات تراویح کا بھی یہی حکم ہے کہ باطل نہیں ہوں گی، بلکہ صرف دو شمار ہوں گی۔ باقی جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف تصحیح کا دعوی کیا ہے، سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کا رد کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ یہاں بھی صرف ایک ہی تصحیح ہے کہ دو شمار ہوں گی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلافِ تصحیح کا دعوی، نفل والے مسئلہ سے اشتباہ کی وجہ سے ہے۔

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:"اقول: تعلم مما حققنا ان الزائد علی الاربع ان کان التراویح فلا تصحیح الا للنیابۃ عن شفع واحد بل ھو التصحیح فی اربع التراویح ایضاً وان کان نفلاً آخر فلا تصحیح الا لفساد الکل وان ذکر فی الترشیح صحۃ الکل" ترجمہ: میں کہتا ہوں: ہم نے جو تحقیق کی اس سے تم جان چکے ہوگے کہ چار رکعت سے زائد اگر تراویح ہو، تو ایک شفع سے نیابت کے علاوہ کوئی تصحیح نہیں ہے، بلکہ چار رکعت تراویح میں بھی وہی تصحیح ہے اور چار رکعت سے زائد اگر نفل ہوں، تو تمام رکعات کے فاسد ہو جانے کے علاوہ کوئی تصحیح نہیں ہے، اگرچہ ترشیح میں تمام رکعات کے صحیح ہونے کو ذکر کیا۔ **(جدالممتار، ج3، ص484، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن چار سے زائد رکعت تراویح کا حکم بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:" والحاصل ان العلامۃ المحشی رحمہ اللہ تعالی قد اشتبہت علیہ مسالۃ التراویح بالنفل، وعلی ھذا الاشتباہ ساق الکلام من شروع الباب الی ھنا" ترجمہ: اور حاصل کلام یہ ہے کہ علامہ محشی علیہ الرحمۃ پر تراویح کا مسئلہ نفل کے مسئلہ کے ساتھ مشتبہ ہو گیا اور اسی اشتباہ کی بنا پر انہوں نے باب کے شروع سے یہاں تک کلام کیا ہے۔

(جدالممتار، ج3، ص484، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

18 ذو الحجۃ الحرام 1442ھ 29 جولائی 2021

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے